

پاکستان اور آئی ایف کے درمیان معابدہ: پاکستان کی معيشت میں اردو BBC News - عالمی مالیاتی فنڈ کا کردار کیا رہا؟

پاکستان اور آئی ایف کے درمیان معابدہ: ہر حکومت کی جانب سے 'چلو چلو آئی ایف چلو' کی پالیسی پاکستان کے لیے مفید رہی یا نقصان دہ؟

- تنویر ملک
- صحافی، کراچی

11 جولائی 2022

اپ ڈیٹ کی کی گئی 14 جولائی 2022



تصویر کا ذریعہ Reuters

پاکستان اور عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایف) کے درمیان قرض پروگرام کی بحالی کا سٹاف لیوں معابدہ طے پا گیا ہے جس کے بعد آئی ایف پاکستان کو ایک ارب 17 کروڑ ڈالر فراہم کرے گا۔

پاکستان کی موجودہ حکومت بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) سے سنہ 2019 میں طے پانے والے قرض پروگرام کی بحالی کے لیے اقتدار میں آئے کے بعد سے کوشش تھی۔

اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے آئی ایم ایف شرائط کے تحت پڑھانے، اضافی ٹیکس اکٹھا کرنے کے لیے تنخواہ دار طبقے اور انڈسٹری پر ٹیکس کی شرح بڑھانے اور کچھ دوسرا شرائط پر عمل کیا گیا تھا۔

آئی ایف کی جانب سے اس موجودہ پروگرام کے تحت چھ ارب ڈالر میں سے تین ارب ڈالر پاکستان کو مل چکے ہیں جبکہ آئی ایف کی جانب سے جاری اعلامیے کے مطابق اب قرض کی مدت میں فرائم کی جانبے والی رقم تقریباً چار اعشاریہ دو ارب ڈالر بو جائے گی جبکہ ایگزیکٹو بورڈ کی منظوری کے بعد کل رقم کو چھ ارب ڈالر سے بڑھا کر سات ارب ڈالر کیا جا سکتا ہے۔

وزیر خزانہ مفتاح اسماعیل نے آئی ایف کے ساتھ معابدہ طے کرنے کے لیے کاؤشوں پر وزیر اعظم، ساتھی وزراء، سیکریٹریز اور فناں ڈویژن کا شکریہ ادا کیا۔

اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ ’پاکستان کو طلب و رسید پر مبنی ایکسچینج ریٹ کا تسلسل برقرار رکھنا ہو گا، اس کے ساتھ مستعد مانیٹری پالیسی اور سرکاری اداروں کی کارکردگی بہتر بنانا ہو گی‘۔

آئی ایف اعلامیے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ’عالمی مہنگائی کے باعث بڑھتی قیمتیں اور اہم فیصلوں میں تاخیر سے پاکستان کے زر مبالغہ کے ذخائر کم ہوئے، زائد طلب کے سبب معیشت اتنی تیز تر ہوئی کہ بیرونی ادائیگیوں میں بڑا خسارہ ہوا‘۔

پاکستان کی آئی ایف پروگرام میں شمولیت نصف صدی سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ پاکستان کی آئی ایف پروگراموں میں شمولیت کے بارے میں ملک کے مابرین معیشت اور ان پروگراموں کے دوران حکومتوں میں رہنے والے افراد نے پاکستان کی معیشت پر آئی ایف پروگراموں کے اثرات کے متعلق مختلف رد عمل دیا ہے۔

کچھ کے مطابق آئی ایف پروگرام پاکستان کے مالی نظم و ضبط کے لیے نہ تو دوسروں نے ان پروگراموں سے ملک پر قرض کے بوجہ میں اضافے اور غربت میں اضافے کے بارے میں نشاندہی کی ہے۔

تصویر کا ذریعہ Getty Images

پاکستان کی آئی ایف پروگراموں کی تاریخ کیا ہے؟

[مواد پر جائیں](#)

[پوڈکاست](#)

[ڈرامہ کوئین](#)

’ڈرامہ کوئین‘ پوڈکاست میں سنیے وہ باتیں جنہیں کسی کے ساتھ بانٹتے نہیں دیا جاتا

[قسطیں](#)

[مواد پر جائیں](#)

پاکستان کی آئی ایف پروگراموں میں شمولیت کے بارے عالمی ادارے کی ویب سائٹ پر موجود تفصیلات کے مطابق پاکستان کے آئی ایف کے ساتھ ابھی تک 22 پروگرام ہوئے اور پہلا پروگرام دسمبر 1958 میں طے پایا جس کے تحت پاکستان کو ڈھائی کروڑ ڈالر دینے کا معابدہ طے پایا۔

اس کے بعد آئی ایف پروگراموں کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا اور آخری اور موجودہ پروگرام کے معابدے پر جولائی 2019 میں دستخط ہوئے جس کے تحت پاکستان کو چھ ارب ڈالر ملنے تھے جس میں سے تین ارب ڈالر مل چکے ہیں اور باقی تین ارب ڈالر کے لیے موجودہ حکومت کے عالمی ادارے سے مذاکرات جاری ہیں۔

آئی ایف پروگرام کی تاریخ کے مطابق فوجی صدر ایوب خان کے دور میں پاکستان کے آئی ایف سے تین

پروگرام ہوئے۔

پاکستان پیپلز پارٹی کی وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی سربراہی میں بننے والی پہلی حکومت کے دور میں پاکستان کے آئی ایم ایف سے چار پروگرام ہوئے۔

فووجی صدر جنرل ضیال الحق کے دور میں پاکستان نے آئی ایم ایف کے دو پروگراموں میں شرکت کی۔

بی بی کی دوسری حکومت میں بے نظیر بھٹو کی وزارت عظمی کے دور میں پاکستان آئی ایم ایف کے دو پروگراموں میں شامل ہوا۔

سابق وزیر اعظم نواز شریف کی پہلی حکومت میں ایک آئی ایم ایف پروگرام میں پاکستان نے شمولیت اختیار کی۔

بے نظیر بھٹو کی وزارت عظمی کے دوسرے دور میں پاکستان آئی ایم ایف کے تین پروگراموں میں شامل ہوا تو نواز شریف کی دوسری وزارت عظمی میں پاکستان نے دو آئی ایم ایف پروگراموں میں شمولیت اختیار کی۔

سابق فوجی صدر پرویز مشرف کے دور میں دو آئی ایم ایف پروگرام ہوئے، بی بی کی 2008 سے 2013 میں بننے والی حکومت میں ایک پروگرام، پاکستان مسلم لیگ نواز کی 2013 سے 2018 میں حکومت میں ایک پروگرام اور پاکستان تحریک انصاف کے دور میں ایک آئی ایم ایف پروگرام میں پاکستان شامل ہوا جو تحریک انصاف کی حکومت کے خاتمے کے بعد نواز لیگ کی سربراہی میں مخلوط حکومت نے جاری رکھا۔

تصویر کا ذریعہ Vitoria Holdings LLC

پاکستان کی معیشت میں آئی ایم ایف کا کیا کردار رہا؟

سنہ 1958 سے لے کر 2022 تک آئی ایف کے 22 پروگراموں میں پاکستان کی شمولیت اور اس کے پاکستان کی معیشت کے کردار کے بارے میں ماہر معیشت اور وزارت خزانہ کے ٹیبیٹ افس کے سابق ڈائیریکٹر جنرل ڈاکٹر اشfaq حسن نے بی بی سی نیوز سے بات کرتے ہوئے کہ آئی ایف کا پاکستانی معیشت سے بہت گہرا تعلق رہا ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ سنہ 1988 کے بعد تو پاکستان میں جو بھی حکومت آئی اس کے آئے بی بھی نعرہ لگا کہ ’چلو آئی ایف چلو‘

انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ پاکستان کو ’پل اور پش‘ فیکٹر کے ذریعے آئی ایم ایف پروگرام میں شامل کیا گیا۔ انہوں نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہ کیونکہ آئی ایم ایف امریکہ کے زیر اثر ہے اس لیے وہاں سے ’پل‘ کیا گیا کہ پاکستان کو آئی ایم ایف پروگرام میں لاٹ اور یہاں سے ہماری حکومتوں نے ملک کو اس آئی ایف کی جانب ’پش‘ کیا۔

ان کا کہنا ہے کہ اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بڑے والی حکومت نے آئے والی حکومت کے لیے معاشی حالات اتنے خراب چھوڑے کہ ملک کے پاس آئی ایم ایف کے علاوہ کوئی اپشن بی نہیں بچا۔

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈیلمپٹ اکنامکس کے ریسروچ فیلو اور ماہر معیشت عباس موسوی نے اس سلسلے میں بی بی سی نیوز کو بتایا کہ 80 کی دہائی کے بعد آئی ایم ایف پروگرام نے پاکستان میں تین چیزوں پر زور دیا۔ ان میں نجکاری، ڈی ریگولیشن اور فری مارکیٹ کے تصور کو فروغ دینا ہے۔

انہوں نے کہا آئی ایم ایف امریکہ کے زیر اثر ادارہ ہے اس لیے اس کا معاشی کے ساتھ ساتھ سیاسی ایجنڈا بھی ہوتا ہے اور وہ پاکستان میں آئی ایم ایف پروگراموں سے ظاہر ہوتا ہے۔

تصویر کا ذریعہ Getty Images

پاکستان کو آئی ایف کے پاس بار بار جانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

پاکستان کے سابق مشیر خزانہ اور ماضی میں آئی ایف کے ساتھ مذکرات کرنے والے ڈاکٹر سلمان شاہ نے اس سلسلے میں بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہ آئی ایف کے پاس اس وقت جانے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

جب پاکستان کو بیلنس آف پیمنٹ یعنی ادائیگیوں میں عدم توازن کے بحران کا سامنا ہوا۔

انھوں نے کہا جب بھی ملکی درآمدات زیادہ ہوئیں جو اس وقت بھی بو رہی بین اس وقت ملک کو بیلنس آف پیمنٹ کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے اور اس کے لیے آئی ایم ایف کے علاوہ کوئی آپشن نہیں۔

انھوں نے کہا اگر پاکستان آئی ایم ایف کے پاس بار بار گیا تو اس پر آئی ایم ایف کو الزام نہیں دیا جا سکتا کیونکہ بحران کا سامنا ہمیں تھا اور اس پر بمیں ان کے پاس جانا پڑا۔

ڈاکٹر سلمان شاہ نے بتایا کہ آئی ایف پروگرام کے تحت ہم میکرو لیول پر تو اصلاحات کر لیتے ہیں لیکن مائیکرو لیول پر یہ اصلاحات نہیں ہوئیں۔

ان کا کہنا ہے کہ اگر آئی ایف نے اصلاحات کا کہا تو بمیں کرنی چاہیے تھی جن میں معیشت کو ایکسپورٹ والی معیشت کے ساتھ صنعتی شعبے کو زیادہ ترقی، زراعت میں ترقی اور ٹیکنالوجی کا استعمال زیادہ کرنا تھا جو جو نہ نہیں کیں۔

ماہر معیشت ڈاکٹر عالیہ باشمی نے اس سلسلے میں بتایا کہ پاکستان کے اخراجات زیادہ رہے اور اس لحاظ سے ہم آمدن نہ بڑھا سکے۔

'غیر ترقیاتی اخراجات بڑھتے گئے جس کی وجہ سے بجٹ خسارہ بڑھا اور اس کے ساتھ تجارتی خسارہ بھی بڑھتا گیا اور اس کے ساتھ ملک پر قرضے کا بوجھ بھی بڑھتا گیا'۔

انھوں نے کہا کہ ملک کے پاس آئی ایف کے پاس جانے کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں بجا۔

ناہم عباس موسوی کے مطابق پاکستان کو آئی ایف کے پاس جانے کی ضرورت نہ تھی اور اسے خود ساختی اصلاحات کرنی چاہیے تھیں۔

وہ کہتے ہیں کہ 80 کی دبائی سے پہلے پاکستان کے ساتھ پروگراموں کے لیے آئی ایف کی کوئی لمبی چوڑی شرائط نہیں ہوتی تھی ناہم اس کے بعد ساختی اصلاحات اور مالی نظم و ضبط کے نام پر آئی ایف کی جانب سے بہت ساری شرائط عائد کی گئیں۔

ڈاکٹر اشفاق حسن کا اس بارے میں کہنا ہے کہ ہمیں اگر کبھی ضرورت کے تحت جانا پڑا تو پاکستان کو پروگرام میں جانے کی ضرورت نہ تھی پھر بھی گیا جیسے کہ 2013 میں پاکستان کو پروگرام میں جانے کی ضرورت نہ تھی۔ اس وقت ملک کا بیرونی خسارہ 2.50 ارب ڈالر تھا جسے دوسرے ذرائع جیسے کہ بیرونی سرمایہ کاری سے پورا کیا جا سکتا تھا۔

یہ بھی پڑھیے

تصویر کا ذریعہ Getty Images،

آئی ایف پروگراموں نے وقتی فائدے کے لیے کیا طویل مدت میں معیشت کو نقصان پہنچایا؟

ڈاکٹر اشفاق حسن نے آئی ایف پروگراموں کو پاکستان کے لیے نقصان دہ قرار دیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ آئی ایف پروگرام اس طرح ٹیزائن کیے گئے کہ اس کی وجہ سے پاکستان پر قرضوں کے بوجھ میں اضافہ ہوا اور اس کے ساتھ غربت میں بھی اضافہ ہوا۔ اس کے ساتھ آئی ایف پروگراموں کی وجہ سے ملک میں صنعتی ترقی رک گئی کیونکہ آئی ایف ایکسچینج ریٹ کو کم رکھنے اور شرح سود میں اضافے کا مطالبہ کرتا ہے۔

ان شرائط کی وجہ سے صنعت کے لیے قرضہ مہنگا ہوتا ہے اور صنعتی ترقی کا پہیہ رک جاتا ہے۔

ڈاکٹر سلمان شاہ کے مطابق آئی ایف پروگرام کی وجہ سے عام فرد متاثر ہوتا ہے کیونکہ آئی ایف کرنی کو مصنوعی طریقے سے کثروں کرنے کے خلاف ہے۔ انھوں نے کہا جب کرنی کی قدر گرتی ہے تو اس سے

مہنگائی بڑھتی ہے، آئی ایف پروگرام کے ساتھ مہنگائی ایک لازمی جزو ہے۔

’جب ملک قرضہ لیتا ہے تو اس کے ساتھ انفلیشن یعنی افراط زر میں اضافے کی وجہ سے ملکی آمدنی پر منفی اثر پڑتا ہے‘

ڈاکٹر عالیہ کے مطابق ’آئی ایف مالی نظم و ضبط چابتا ہے تاہم ان پروگراموں کی وجہ سے طویل مدت میں نقصان بوا ہے کیونکہ قرضہ بڑھتا گیا کیونکہ جو قرضہ لیا گیا وہ پیداواری عمل میں استعمال نہیں بوا‘

تاہم ان کا کہنا ہے کہ آئی ایم کو سارا الزام نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہ ہمارا قصور بھی ہے کہ ہم اپنی معیشت میں ملکی نظم و ضبط نہیں کر سکے۔

ڈاکٹر اشfaq حسن نے کہا یہ بات غلط ہے کہ آئی ایف مالی ڈسپلن چابتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ’اگر وہ ایسا چابتا ہے تو کبھی شرح سود میں اضافے کی شرط نہ لگائے۔ ایک فیصد شرح سود بڑھنے سے ملکی قرضے میں 250 ارب روپے کا اضافہ ہو جاتا ہے اس لیے جب آئی ایف شرح سود میں اضافے کی بات کرتا ہے تو اس سے یہ طویل مدت میں ملکی معیشت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے‘

عباس موسوی کا کہنا ہے کہ سب سے بڑا طویل مدت کا نقصان یہ ہوا کہ ہماری خود مختاری ختم ہو گئی اور ہم معاشی فیصلے کرنے میں خود مختار نہ رہے۔